قصاص میں ولی الدم کی مرضی کی حیثیت

مولانا ڈاکٹر انعام اللہ

قصاص اسلامی احکام کے جنائی (جرائم سے متعلق)احکام میں سے ایک اہم اور بنیادی حکم ہے۔شریعت اسلامی کے رو سے جوکوئی شخص بالارادہ وعمداً کسی انسانی جان وناحق ہلاک کرنے یاجسمانی اعضاء میں سے کسی عضوکوضائع کرنے کاارتکاب کرتاہے' تویہ جرم شمار ہوگا۔جانی اورمجرم کواس جرم کی سزا میں قصاص کاسامنا کرنا پڑیگا' جس کی نوعیت یہ ہوگی کہ مجرم کے ساتھ وہ سلوک کیاجائیگا' جواس نے مظلوم کے ساتھ کیاہے۔اگرکسی کوقتل کیاہے' توقاتل کوقصاص میں قتل کی سزادی جائیگی۔اوراگرکسی کاعضوضائع وتلف کیاہےتومجرم کابھی وہی عضوتلف کیاجائیگا۔

قصاص کی حقیقت یہ ہے کہ مجرم حقوق العبادمیں سے ایک حق کوضائع کرتاہے' گوکہ اس میں حقوق اللہ کابھی شائبہ ہے'لیکن حق العبدکی جہت غالب ہے'اس لیے قصاص کے معاملات میں حقوق العباد کے احکام جاری ہوں گے۔اس اصول کے مطابق مجرم پرقصاص جاری کرنے اوراس کومعاف کرنے کااختیارقتل کی صورت میں مقتول کے ورثآ اوراعضآ تلف کرنے کی صورت میں خودمجروح کوحاصل ہوگا' کسی اورکویہ اختیارحاصل نہیں ہوگاکہ وہ قاتل یاجارح کومعاف کردے یاورثاومجروح کی معافی کے باوجودقصاص کی سزاجاری کردے۔

یہاں اس حقیقت کوفراموش نہیں کرناچاہیے کہ سزاؤں کے اجراء کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جرم کوثابت کیاجائے' پھرجرم کی نوعیت کی تعیین کی جائے'بعدازاں یہ فیصلہ کیاجائے کہ جرم کی نوعیت کے مطابق مجرم فلاں فلاں سزاکامستوجب ہے۔ظاہرہےسزاکی عملی تنفیذکے مرحلے تک پہنچنے کے لیے شریعت مطہرہ نے عدالتی طریقہ کارمقررکیاہے'اورعدالتوں کے قیام سے لےکرعدالتی اختیارات کی تفویض تک کامرحلہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

اس لیےافرادیاکسی ایک فردکویہ اختیارنہیں' کہ وہ کسی کومجرم گردان کراس پرسزاکی تنفیذکرے'اگرچہ وہ مقتول کاولی وارث یاپھرخودمظلوم ومجروح کیوں نہ ہو'تاہم عدالتی طریقہ کاراختیارکرنے کے بعدشریعت مطہرہ نے

★شریعت کی اصطلاح میں دوسرے پرفعل کولازم کرنے کاتصرف ، امرکہلاتاہے۔★

ولی الدم کو اختیار دیا ہے کہ وہ عدالتی فیصلے کے مطابق قاتل اور مجرم سے قصاص لے یا پھر معاف کردے البتہ معاف کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔ولی الدم کو قصاص لینے یا معاف کرنے کا اختیار قرآن مجید کی آیات کریمہ اور احادیث نبوی ﷺ میں صراحتاً آیا ہے۔نصوص شرعیہ ملاحظہ ہوں:

قرآنی آیات:

(۱)یآیھاالذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر و العبد بالعبد و الانثی بالانثی فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف و اداءٌ الیہ باحسان ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم (البقرہ:۱۷۸)

''اے ایمان والو!فرض ہوا تم پر(قصاص)برابری کرنا مقتولوں میں آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو تابعداری کرنی چاہئے موافق دستور کے اور ادا کرنا چاہئے اس کو خوبی کے ساتھ''(ترجمہ شیخ الہند)

(۲)ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطنا فلایسرف فی القتل انہ کان منصورا (بنی اسرائیل:۳۳)

''اور نہ مارو اس جان کو جس کو منع کردیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں، اس کو مدد ملتی ہے(ترجمہ شیخ الہند)

(۳)وکتبنا علیھم فیھآ ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ ومن لم یحکم بمآ انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون (المائدہ:۴۵)

''اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلہ ان کے برابر پھر جس نے معاف کردیا تو وہ گناہ سے پاک ہوگیا اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ ہیں ظالم(ترجمہ شیخ الہند)

پہلی آیت کریمہ میں عفو) معاف کرنے) کی نسبت مقتول کے ولی کی طرف کی گئی ہے۔آیت کا مفہوم یہ ہے: **فمن عفی لہ من اخیہ شیء من العفو...واخوہ ھو ولی المقتول**(الکشاف:۱۔۲۲)

اس لیے یہ آیت صاف بتلارہی ہے کہ قصاص لینا اولیاء مقتول کے اختیار اور مرضی پر موقوف ہے۔وہ

★امر مطلق وہ امر ہے جس میں لزوم یا عدم لزوم پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو★

چاہیں تو قصاص لیں اور چاہیں تو معاف کردیں۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمعنی ان القاتل اذا عفاعنہ ولی المقتول عن دم مقتولہ واسقط القصاص‘فانہ یاخذالدیۃویتبع المعروف ویودی الیہ القاتل باحسان (جامع الاحکام للقرطبی:۲۔۲۴۲)

’’معنی یہ ہے کہ جب ولی مقتول قاتل کو مقتول کا خون معاف کردے اور قصاص کو ساقط کردے تو وہ دیت لے گا اور شرعی دستور کی پیروی کرے گا اور قاتل ان کو دیت خوشی اور ممنونیت سے ادا کریگا‘‘۔

اور دوسری آیت کریمہ میں بھی صراحتاً فرمایا کہ مقتول کے ولی کو اختیار دیا گیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ قصاص میں مقتول کے اولیا کو معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

تیسری آیت کریمہ فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ کا مفہوم حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

{فمن تصدق}من اصحاب الحق {بہ}بالقصاص وعفاعنہ فھو کفارۃلہ}فالتصدق بہ کفارۃللمتصدق یکفر اللہ من سیئاتہ الخ (الکشاف:۱۔۲۳۸)

(مستحق قصاص جب قصاص ساقط کرکے معاف کردے تو یہ معافی ان معاف کرنے والوں کے لیے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنے گا۔)

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

{فمن تصدق}ای من المستحقین للقصاص{بہ}ای بالقصاص‘ای فمن عفاعنہ والتعبیر عن ذلک بالتصدق للمبالغۃفی الترغیب{فھو}ای التصدق المذکور{کفارۃلہ}للمتصدق‘کمااخرجہ ابن ابی شیبۃعن الشعبی وعلیہ اکثر المفسرین (روح المعانی:۳۔۱۴۹)

’’مستحقین قصاص جب قصاص کو معاف کرے گویا صدقہ کرے‘ معافی وتصدق کے ساتھ تعبیر کیا‘ تاکہ زوردار انداز میں معافی کی ترغیب ہو‘ تو یہ معافی معاف کرنے والے کے لیے کفارہ سیئات کا ذریعہ ہوگا۔۔۔یہی اکثر مفسرین کا قول ہے‘‘

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ علیہ آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

یعنی مقتول کے وارثوں میں سے اگر بعض بھی خون معاف کردیں تو اب قاتل کو قصاص میں قتل تو نہیں کرسکتے بلکہ دیکھیں گے کہ ان وارثوں نے معاف کس طرح پر کیا ہے؟ بلا معاوضہ مال محض ثواب

کی غرض سے معاف کیا ہے یا دیت شرعی اور بطور مصالحت کسی مقدار مال پر راضی ہو کر صرف قصاص سے دستبردار ہوا ہے۔اول صورت میں قاتل ان وارثوں کے مطالبہ سے بالکل سبکدوش ہوجائے گا اور دوسری صورت میں قاتل کو چاہئے کہ وہ معاوضہ اچھی طرح ممنونیت اور خوشدلی کے ساتھ ادا کرے۔(تفسیر عثانی ص:۳۵)

احادیث نبویہ میں بھی ولی المقتول کو قصاص لینے یا معاف کرکے مال لینے یا بلا معاوضہ معاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ملاحظہ ہوں۔

(۱)عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال:ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیہ شیء من قصاص الا امر فیہ بالعفو (السنن الکبری للبیہقی،رقم: ۱۶۰۵۰)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کوئی قصاص آپ کے پاس آیا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں معافی کرنے کی ترغیب دیتے''

(۲)عن ابن عباسؓ قال علیہ السلام:العمد قود الا ان یعفو ولی المقتول (مصنف ابن ابی شیبۃ،باب:من قال:العمد قود،رقم:۲۷۶۶)

''آپ نے فرمایا:عمد میں قصاص لازم ہے الا یہ کہ مقتول کے اولیا معاف کردیں''

(۳)حدثنا ابو السفر قال:دق رجل من قریش من رجل من الانصار،فاستعدی علیہ معاویۃ،فقال لمعاویۃ:یا امیر المومنین !ان ھذا دق سنی،فقال معاویۃ:انا سنرضیک والح الآخر علی معاویۃ،فابرمہ فلم یرضہ فقال لہ معاویۃ:شانک بصاحبک،و ابو الدرداء جالس عندہ،فقال لہ ابو الدرداء:سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ اذنای و وعاہ قلبی یقول:ما من مسلم یصاب بشئی من جسدہ فیھبہ الا رفعہ اللہ درجۃ و حط عنہ بہ خطیئۃ

(جامع الترمذی،ابواب الدیات،باب ما جاء فی العفو،رقم:۱۳۹۳)

''ابو سفر کہتے ہیں کہ قریش کے ایک آدمی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا اس نے حضرت معاویہ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا اور کہا کہ اے امیر المومنین اس نے میرا دانت اکھاڑ دیا ہے حضرت معاویہ نے فرمایا ہم تمہیں راضی کردیں گے۔اس پر دوسرے آدمی نے منت سماجت شروع کردی یہاں تک کہ معاویہ تنگ آ گئے حضرت معاویہ نے فرمایا تم جانو اور تمہارا ساتھی جانے۔ابو درداء بھی اس وقت بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اگر کسی شخص کو اس کے جسم

میں کوئی زخم وغیرہ آجائے اوروہ زخم دینے والے کو معاف کردے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں اور ایک گناہ بخش دیتے ہیں......"

(۴)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: لما فتح اللہ علی رسولہ مکۃ قام فی الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال: ومن قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین اما ان یعفو واما ان یقتل (جامع الترمذی' کتاب الدیات' رقم:۱۴۰۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول ﷺ کو مکہ پر فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا جس کا کوئی رشتہ دار قتل ہوجائے وہ معاف کرنے یا قتل کرنے میں جس کو بہتر سمجھے اختیار کرے"

(۵)عن ابی شریح الخزاعی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:من اصیب بقتل او خبل یختار احدی ثلاث' اما ان یقتص و اما ان یعفو و اما ان یاخذ الدیۃ' فان اراد الرابعۃ فخذوا علی یدیہ' ومن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم (سنن ابی داود' کتاب الدیات' باب الامام یامر بالعفو فی الدم' رقم:۴۴۹۶)

"حضرت ابوشریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص پر قتل یا کسی عضو کے کٹنے کی مصیبت آپڑی تو اسے تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے ایک یہ کہ قصاص لے لے ۔دوسرے یہ کہ معاف کردے۔تیسرے یہ کہ دیت وصول کرلے۔اوراگر وہ کوئی چوتھی بات اختیار کرنا چاہے (ان تین کے علاوہ) تو اس کے دونوں ہاتھ پکڑلو"

(۶)عن ابی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال: کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذجیء برجل قاتل فی عنقہ النسعۃ

قال:فدعا ولی المقتول

فقال:اتعفو؟قال:لا'قال:افتاخذ الدیۃ؟

قال:لا'قال:افتقتل؟

قال:نعم قال:اذھب بہ'فلما ولی قال:اتعفوا؟قال:لا'قال:افتاخذ الدیۃ؟

قال:لا'قال:افتقتل؟

قال:نعم۔ قال: اذھب بہ'فلما کان فی الرابعۃ

☆نبی کریم ﷺ کے بارے میں ' ☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے☆

قال:اما انك ان عفوت عنه يبوء باثمه واثم صاحبه فقال:فعفاعنه

(حوالہ مذکور رقم:۴۴۹۹)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک قاتل آدمی جس کی گردن میں تسمہ پڑا ہوا تھا لایا گیا وائل فرماتے ہیں کہ پس مقتول کے وارث کو بلایا گیا اور فرمایا کہ تو اسے معاف کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو دیت لینے کے لئے تیار ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو اسے قتل کرے گا؟ کہا کہ ہاں فرمایا کہ پھر اسے لے جا جب وہ واپس جانے کے لئے مڑا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو معاف کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو دیت لیتا ہے؟ کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو قتل کرے گا کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اچھا پھر اسے لے جا جب چوتھی مرتبہ بھی ایسا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھ اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ اپنے اور مقتول دونوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لے گا۔ وائل کہتے ہیں کہ پھر اس نے معاف کر دیا میں نے اسے (قاتل کو دیکھا) کہ تسمہ سے گھسیٹتا جا رہا تھا''

حقیقت یہ ہے کہ شریعت نے مجنی علیہ یا ولی الدم ہی کو اختیار دیا ہے کہ وہ قصاص لے سکتا ہے، دیت لے سکتا ہے یا بالکل معاف کر سکتا ہے، جبکہ احادیث میں یہ بات صراحتاً آ گئی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام مجرم کے لئے معافی کے خواہشمند تھے، لیکن جب تک ولی الدم نے رضامندی ظاہر نہیں کی، آپ ان کو ترغیب دیتے رہے، اور ولی الدم کے انکار کی صورت میں آپ نے اپنی خواہش کے برخلاف قصاص کے لئے مجرم کو ولی الدم کے حوالے کر دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قصاص کا دارومدار اولیا کی مرضی پر ہے۔ اور جب ولی الدم مرضی سے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے، اب اگر ریاست اس مجرم کو قصاص کی سزا دے یا دیت کو لازم کر دے تو معافی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا اگر یہ نظریہ پیش کر دیا جائے کہ قصاص کے لیے اولیاء کی مرضی کوئی اہمیت نہیں رکھتی تو یہ قرآن وسنت کے نصوص اور اجماع امت سے متصادم ہوگا۔

مزید برآں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مجنی علیہ یا ولی الدم کو صرف سزا معاف کرنے کا اختیار ہے، جرم کا اختیار نہیں، اسی لئے معافی کے باوجود قصاص ودیت کے علاوہ کفارہ اور تعزیر وغیرہ دیگر سزائیں برقرار رہیں گی۔

شیخ عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:

تجيز الشريعة للمجنى عليه او ولى دمه ان يعفو عن عقوبتى القصاص والدية دون

غیرها من العقوبات المقررة لجرائم القصاص والدية فليس له ان يعفو عن عقوبة الكفارة ولا يوثر عفوه على حق ولي الامر في تعزير الجاني بعد العفو عنه (التشريع الجنائي: ۱۔ ۷۷۵)

''شریعت نے اجازت دی ہے کہ مجنی علیہ (مظلوم ومجروح) یا ولی الدم قصاص اور دیت کی سزاؤں کو معاف کر دے لیکن جرائم قصاص ودیت کی سزاؤں کی دیگر انواع معاف نہیں ہوں گی۔ پس ان کو یہ اختیار نہیں کہ کفارہ کو معاف کر دے اور نہ ان کی معافی سے حکمران (حکومت وقت) کے مجرم کو تعزیری سزا دینے کے اختیار پر کوئی اثر پڑے گا۔''

لہذا اگر ریاست یا حاکم وقت مناسب سمجھے، تو مجرم کو تعزیری سزا دیدے، تاہم قصاص اور دیت کی سزا چونکہ ولی الدم کی مرضی پر موقوف ہے اس لیے ولی الدم کی طرف سے معافی ملنے کے بعد یہ سزائیں جاری نہ کی جائیں، ورنہ معافی بے معنی رہ جائیگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علمی و تحقیقی مجلّہ

ماہنامہ فقہِ اسلامی کراچی

موضوع وار، مصنف وار، شمارہ وار

اشاریہ

[اپریل ۲۰۰۰ء تا دسمبر ۲۰۱۳ء]

مرتب: محمد شاہد حنیف

اسلامک فقہ اکیڈمی، کراچی

☆ گستاخ رسول کو سر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆